AL-ILM Journal

Volume 5, Issue 2

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title	Moasir Islamic Benkari mein Tawwaruq ka Istimal: Fiqh-e-Islami ki Roshni mein aik Tajziati Motalia
Author (s):	Dr. Salman Ahmad Khan Dr. Amir Hayat
Received on: **Accepted on:**	29 July, 2020 05 Arpil, 2021
Published on:	10 October, 2021
Citation:	English Names of Authors, "Moasir Islamic Benkari mein Tawwaruq ka Istimal: Fiqh-e-Islami ki Roshni mein aik Tajziati Motalia", AL-ILM 5 no 2 (2021):131-148
Publisher:	Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

معاصر اسلامی بینکاری میں تورّق کا استعمال: فقہ اسلامی کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر سلمان احمد خان*

ڈاکٹر عامر حیات**

Abstract

The Islamic banking is progressing as a trusted institution where interest free financial solutions are provided to its customers. The Islamic banking has a big challenge in front to introduce such 'Halal Financial Products' that could be used as a best alternative to conventional interest based financial products. However, it is also necessary to keep shariah rulings ahead in devising such financial products. In many countries of the world 'Tawarruq' has been introduced as a mode of retail financing. There is wide debate over its permisiblity in the different Muslim scholars. In this paper the juristic analysis has been presented to view its permissibility or non-permissibility according to the rulings of salient Islamic scholars. The analytical and qualitative method of research has been used in the present article. The particular emphasis of the papers is to examine the views of jurists on this method of finance and its economic consequences on the macro economics. The study concludes that though many Islamic scholars have reservations on adopting this method of financing, however if all its conditions are fulfilled it is permissible and can be used as an alternative to interest based retail financing. Further research is needed to improve its practical output.

Key Words*: Islamic banking, tawwaruq, deficit financing, interest*

تعارف:

عمومی طور پر بہت سے تمویلی تصورات زر کی منڈی میں متعارف کروائے گئے ہیں۔ انہیں میں ایک تورق بھی ہے۔ تورق کا طریقہ کار بہت سے اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں میں خاص طور پر عرب ممالک، متحدہ عرب امارات اور ملائیشیا میں بہت مقبول ہے۔ اکثر فقہاء کرام تورق کو مکروہ قرار دیتے ہیں، جبکہ مالکی فقہاء کرام کے نزدیک تورق سود سے بچنے کے لئے اختیار کیا جائے تو جائز ہے۔[1] روایتی طور پر تورق کا طریقہ کار بہت سادہ ہے۔ اس طریقہ کار کو استعمال کرتے ہوئے ایک شخص جسے قرض کی ضرورت ہوتی ہے، کسی مخصوص چیز کی خرید

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور کیمپس

**اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی یونیورسٹی آف لاہور، سرگودھا کیمپس

وفروخت سے اپنی قرض کی ضرورت کو پورا کر سکتا ہے۔ یہ طریقہ کار اگر اپنی تمام تر شرائط کو مد نظر رکھ کر اپنایا جائے تو جائز ہے اور اکثر علماء کرام اس کی اجازت دیتے ہیں۔

پچھلی کچھ دہایوں سے کچھ اسلامی ممالک میں اسلامی مالیاتی اداروں نے بھی قرض کی فراہمی کے لئے اس طریقہ کار کو استعمال کرنا شروع کیا ہے۔ اسلامی مالیاتی اداروں کی تورق پر مبنی مصنوعات پر بہت سے علماء کرام نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے بالخصوص اس صورت میں جب کسی مخصوص چیز کی عدم موجودگی اور حقیقی ملکیت وقبضہ کا وجود نہ پایا جاتا ہو۔ جہاں حقیقی سودا موجود نہ ہو اور ملکیت کا انتقال محض کاغذوں تک محدود ہو تو یہ ساری معاشی سرگرمی محض ایک سراب کی صورت اختیار کر لیتی ہے جس کا کوئی ٹھوس معاشی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس صورت میں اکثر فقہاء کرام نے اسے ناجائز قرار دیا ہے۔ مزید براں، اسلامی مالیاتی نظام اثاثوں کی بنیاد پر وجود میں آنے والا نظام ہے۔ اسلامی مالیاتی نظام محض سٹے بازی پر قائم کسی بھی طریقہ کار کو پسند نہیں کرتا۔ اسلام معیشت میں حقیقی اثاثہ جات کی بنیاد پر مثبت سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ایسا کوئی بھی طریقہ کار جو معیشت میں کوئی حقیقی کردار ادا نہ کرتا ہو بلکہ محض کاغذوں کی حد تک موجود ہو، اسلام اس کی حمایت نہیں کرتا۔[432] اس اصول کی روشنی میں تورق کا وہ طریقہ کار جس میں حقیقی اثاثہ جات کی حقیقی خرید وفروخت عمل میں آئے اس کی نہ صرف گنجائش موجود ہے بلکہ سود کے مقابلے میں اس کی حوصلہ افزائی کی بھی ضرورت ہے لیکن اس کے برعکس تورق کا وہ طریقہ جس میں کوئی حقیقی معاشی سرگرمی وجود میں نہ آئے اس سے احتراز واجب ہے۔ وہ اسلامی مالیاتی ادارے جو اس کی تمام شرائط کا اہتمام کریں ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور جو اس کے ارکان وشرائط کی خلاف ورزی کریں ان کی اس بد عملی کی وجہ سے اسے یکسر رد کر دینا مناسب نہیں ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

پاکستان میں اسلامی بینکاری اور اسلامی مالیاتی ادارے اپنے ارتقائی مراحل میں ہیں۔ پاکستان میں روایتی اور اسلامی مالیاتی ادارے ایک دوسرے کے مقابل کام کر رہے ہیں۔ اس صورت میں اسلامی مالیاتی اداروں کو ایسی مالیاتی مصنوعات کی ضرورت ہے کہ جن کے ذریعے وہ روایتی سودی مالیاتی نظام کے مقابلے میں اپنا وجود برقرار رکھ سکیں۔ روایتی سودی بینکاری نظام اپنے گاہکوں (کلائنٹس) کو قرض کی کئی سہولیات فراہم کرتا ہے۔ ان کے مقابلے کے لئے سود سے پاک قرض کی مصنوعات کا اجراء اسلامی مالیاتی اداروں کی ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلامی بینکاری کے ماہرین نے فقہ اسلامی سے استفادہ کرتے ہوئے متعدد قرض کی فراہمی کی مصنوعات تیار کی ہیں۔ انہی مصنوعات میں سے ایک تورق کا طریقہ بھی رائج کیا گیا ہے۔ اسلامی

بینکاری میں استعمال کے شروع سے ہی اس کی شرعی حیثیت متنازعہ رہی ہے۔ ۲۰۰۳ء میں مولانا محمد تقی عثمانی نے مجمع الفقہی الاسلامی برابطۃ الاسلامی، مکہ مکرمہ کے زیر انتظام منعقدہ انیسویں سیمینار میں "الاحکام التورق و تطبیقتہ المصرفیہ" کے عنوان سے عربی زبان میں مقالہ پیش کیا۔ یہی مقالہ معمولی ترمیمات کے ساتھ مجمع الفقہ الاسلامی الدولیہ کے ۲۰۰۹ء میں شارجہ میں منعقدہ سترھویں سیمینار میں بھی پیش کیا گیا۔ اس مقالہ میں مولانا محمد تقی عثمانی نے تورق کے طریقہ کار کی وضاحت پیش کی ہے۔ ۲۰۰۴ میں مجلہ فکر و نظر، نمبر ۴، جلد ۴۱ میں ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کا مضمون "مقاصد شریعت: ایک عصری مطالعہ" شائع ہوا جس تورق کے معاشی فوائد اور نقصانات پر روشنی ڈالی گئی۔ ۲۰۰۹ء میں مجمع الفقہ الاسلامی الدولیہ کے شارجہ سیمینار ہی میں مصطفیٰ وھبہ الزحیلی نے بھی "التورق، حقیقیتہ، انواعہ" کے عنوان سے مقالہ پیش کیا جس میں انہوں نے تورق کی اصطلاح کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی مختلف انواع و اقسام کی تفصیل بیان کی۔ اس موضوع پر ۲۰۱۰ء میں محمود محمد حنفی کی کتاب "الاحکام المتعلق فی التورق فی المصارف الاسلامیہ" سامنے طبع ہوئی۔ اس کتاب میں محمود حنفی نے تورق کی فقہی حیثیت پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ اسی موضوع پر اعصام عبد الھادی ابو النصر کا بھی ایک مضمون "التورق بین الفقہ والواقعی" منصہ ءشہود پر آیا جس میں انہوں نے تورق حقیقی اور اسلامی بینکوں میں رائج منظم تورق میں بعض تضادات کی نشاندہی کی۔ اردو زبان میں مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی کی کتاب، "دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم" میں بھی تورق کی فقہی حیثیت پر مختصر بحث موجود ہے۔

مندرجہ بالا علمی تحقیقات کے جائزہ سے عیاں ہے کہ اس موضوع پر کوئی جامع تحقیق موجود نہیں ہے جس میں نہ صرف تورق کی فقہی حیثیت کو مختلف فقہی مسالک اور فتاویٰ جات کی روشنی میں متعین کیا گیا ہو بلکہ معاصر اسلامی بینکوں میں مروجہ منظم تورق کے ساتھ فقہی تورق کا موازنہ پیش کیا گیا ہو۔ اس تحقیقی گنجائش کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ مقالہ پیش کیا جا رہا ہے۔ مزید براں اس مقالہ میں تورق کے معاشی اثرات کا بھی مفصل جائزہ لیا جائے گا۔ اس مضمون کا مقصد یہ ہے کہ تورق کے مثالی طریقہ کار کو واضح کیا جائے اور جدید اسلامی مالیاتی اداروں میں اس کے منظم استعمال کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے موجودہ عملی طریقہ کار کو سامنے لایا جائے اور اس کی شرعی حیثیت کو واضح کیا جائے۔ زیر نظر مقالہ کا منہج بیانیہ اور تجزیاتی ہے۔ موضوع سے متعلق مطبوعہ مواد کے تجزیہ سے زیر نظر مضمون میں تورق کے طریقہ کار بحیثیت قرض کے اجراء کی ایک پروڈکٹ کے طور پر جائزہ لیا گیا ہے اور اسکے تصور اور عملی طریقہ کار پر بحث کی گئی ہے۔

تورق کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لغت میں تورق کا کلمہ نہیں ملتا اور جو افعال ورِق کے لفظ سے مشتق ہیں جنہیں اہل لغت نے ذکر کیا ہے وہ بھی ایراق اور الاستیراق میں ہی منحصر ہیں۔ جو کلمات لغت میں وارد ہوئے ہیں وہ ورق سے مشتق ہیں جیسے ، "المستورق"، "المتورق" یا پھر "استورق"۔ "لسان العرب" میں مذکور ہے :

> التورق مأخوذ من الورِق، بفتح الوا و کسر الراء، و ھی الدراھم المضروبة، و کذالک الرقة (بکسر الراء و تخفیف القاف) و قال ابو عبیدة : الورق الفضة کانت مضروبة کدراھم او لا.[5]

> تورق کا لفظ ورق سے ماخوذ ہے، واؤ کے فتحہ اور راء کے کسرہ کے ساتھ، اور وہ ڈھالے ہوئے دراھم ہوتے ہیں۔ اسی طرح رقۃ (راء کے کسرہ اور قاف کی تخفیف کے ساتھ) ہے۔ اور ابوعبیدہ نے کہا کہ ورق چاندی کو کہتے ہیں، خواہ ڈھالی ہوئی ہو یا نہیں۔

لہذا یہ کہا جاتا ہے کہ: " ورجل ورجل ورّاق کثیر الدراھم"،[6] اسی طرح اس شخص کو مستورق کہا تا ہے جو ورق کو طلب کرے، شاید بعد میں فقہاء کرام نے تورق کی اصطلاح اس شخص لے لیے وضع کی ہو جو بتکلف ورق کو حاصل کرے۔[7] عبد اللہ بن سلیمان المنیع نے تورق کی درج ذیل اصطلاحی تعریف بیان کی ہے :

> ھو تصرف المحتاج للنقد تصرفا یبعدہ من الصیغ الربویة، و یمکنه من تغطیة حاجته النقدیة و ذالك بأن یشتری سلعة قیمتھا مقاربة لمقدار حاجته النقدیة فی ثمنھا لقاء تأجیل دفع قیمتھا، ثم یقوم ببیعھا بثمن حال لیغطی بذالك الثمن حاجتھا القائمة، و بشرط الا یبیعھا علی من اشتراھا منه۔[8]

> "وہ (تورق) نقد کے محتاج کا ایسا تصرف ہے کہ جس کے ذریعے وہ سودی معاملات سے بھی بچ جائے اور اپنی نقد کی ضرورت بھی پوری کرلے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایسا سامان خریدے کہ جس کی قیمت اس کی نقد حاجت کے بقدر ہو، لیکن ادھار خریداری کی وجہ سے اس کی قیمت میں اضافہ بھی ہو گیا ہو۔ پھر یہ شخص اسے اپنی حاجت پوری کرنے لیے نقد فروخت کردے لیکن اس شرط پر کہ جس سے خریدی ہے اس ہی کو فروخت نہ کرے۔"

اسی تناظر میں حافظ ذوالفقار احمد لکھتے ہیں کہ تورق کا مطلب ایسی بیع ہے جس کا مقصد چیز کو ذاتی استعمال میں لانا یا نفع کمانا نہیں بلکہ محض نقدی حاصل کرنا ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو نقدی کی ضرورت ہے تو وہ کوئی چیز ادھار زیادہ قیمت پر خرید کر نقد کم پر فروخت کردے۔ اس میں یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ چیز کسی تیسرے فریق کو فروخت کرے نہ کہ اسی کو جس سے خریدی ہے۔[9] فقہی تورق جمہور فقہا کے ہاں جائز ہے، تاہم ابن تیمیہؒ اور ابن قیم نے اسے عمر بن عبد العزیزؒ کے قول، "بان التورق اخیة الربا"[10] کی بناپر ناجائز کہاہے۔ مولانا تقی عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ علامہ ابن قیمؒ نے عمر بن عبد العزیز سے جو یہ قول نقل کیاہے کہ "تورق رباکا سبب ہے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلمہ اس معنی میں قرن اول سے مستعمل ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ وہ اہل لغت جنہوں نے فقہاء کرام کی مصطلحات تالیف کی ہیں جیسے فیومی اور مطرزی وغیرہ توانہوں نے بھی اس کلمہ کو ذکر نہیں فرمایا، البتہ علامہ فیومی نے تورق کی صورت کو ذکر کیاہے لیکن اسے عینہ کا نام دیاہے۔ حنابلہ کے علاوہ جمہور فقہاء کرام نے اسے عینہ ہی کی ایک صورت کے طور پر ذکر کیاہے۔ جب کہ حنابلہ نے کہاہے کہ اگر جس شخص سے مال خریداہے اسی کو پھر فروخت کردیاتو یہ عینہ ہے اور اگر کسی تیسرے کو فروخت کیاتو تورق ہے۔[11] حافظ ذولفقار علی تورق اور بیع عینہ میں مختلف فقہاء کرام کے حوالے سے فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مجبور شخص اگر چیز کو بیچنے والے کے پاس فروخت کردے تو یہ بیع عینہ ہے اور اگر وہی چیز کسی دوسرے کے پاس فروخت کردے تو یہ تورق ہے۔ عام فقہی تورق کے طریق کار کو درج ذیل کی مدد سے سمجھا جاسکتا ہے :

۱۔ ایسا شخص جسے قرض کی ضرورت ہو (متورق) کسی تاجر سے کوئی مال ادھار پر جس کی قیمت میں ادھار ادائیگی کی وجہ سے اضافہ ہوگیاہو خرید لیتاہے۔

۲۔ ادھار ادائیگی کے معاہدے پر اس چیز کی ملکیت متورق کے نام منتقل ہوجاتی ہے۔

۳۔ انتقال ملکیت کے بعد متورق وہ چیز کسی دوسرے تاجر کو نقد پر (اپنی قیمت خرید سے کم پر) فروخت کردیتاہے۔

۴۔ نقد ادائیگی کر کے دوسرا تاجر اس چیز کی ملکیت حاصل کر لیتا ہے۔

فقہاء کرام بیع تورق کو بیع عینہ، ممنوعہ بیوع اور سود کی بحث میں ذکر کرتے ہیں۔[12] اسی طرح علامہ ابن قیم کا رجحان بھی تورق کے عدم جواز کی طرف ہے، وہ اپنے استاد علامہ ابن تیمیہؒ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ انہوں نے میری موجودگی میں متعدد مرتبہ اس کی اجازت نہ دی اور فرمایا کہ جس وجہ سے سود حرام ہے وہی چیز تورق میں بھی پائی جاتی ہے بلکہ تورق میں خریدنے اور بیچنے کی تکلیف الگ ہے تو جب کم ضرر والی چیز شریعت نے حرام قرار دی ہے تو بڑے ضرر والی چیز بدرجہ اولیٰ ناجائز ہونی چاہیے۔[13] مولانا تقی عثمانیؒ نے تورق کی شرعی حیثیت

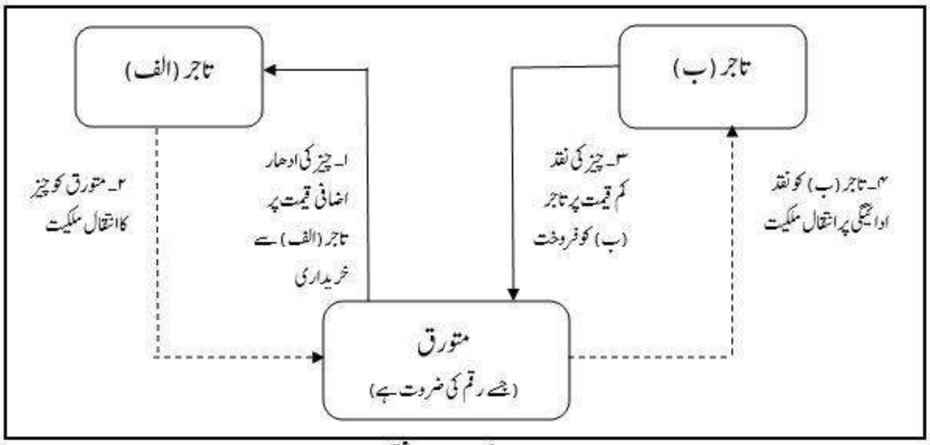

شکل ۱: عمومی فقہی تورق

مختلف فقہی مذاہب کے حوالے سے درج ذیل نکات کی صورت میں بیان فرمائی ہے:

۱۔ تورق کے جواز میں امام احمد بن حنبلؒ سے دو روایتیں ہیں جن میں سے زیادہ ظاہر روایت جواز کی ہے جسے محققین حنابلہ نے اختیار کیا ہے۔ جب کہ امام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد حافظ ابن قیم نے اس کے عدم جواز کو اختیار کیا ہے۔

۲۔ شافعی فقہاء کے مطابق بھی تورق جائز ہے کیونکہ جب انہوں نے صریح بیع عینہ کو جائز کہا ہے تو تورق تو ان کے نزدیک بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔

۳۔ مالکیہ نے بیع عینہ کی حرمت کے بارے میں تو سختی اختیار کی ہے لیکن انہوں نے بیع عینہ کے تحقق کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ سامان پہلے بائع کی طرف لوٹ جائے، اگر ایسا نہ ہوا اور کسی تیسرے فریق نے وہ سامان خرید لیا تو اب حرمت نہیں رہے گی۔

۴۔ بعض متاخرین حنفیہ نے جو تورق کو عینہ کہتے ہیں اسے مکروہ کہا ہے لیکن مختار قول ابن الھمام کا ہے کہ عینہ اس وقت محقق ہوتی ہے جب سامان پہلے بائع کو فروخت کر دیا جائے۔ اگر مشتری وہ سامان بازار میں فروخت کر دے تو یہ بلا کراہت جائز ہے، لیکن خلاف اولیٰ ہے۔ اسی قول کو جمہور حنفیہ نے اختیار کیا ہے۔

۵۔ مذاہب اربعہ کے مختار قول کے مطابق تورق جائز ہے لیکن بغیر فائدہ حاصل کئے قرض دینا اس سے افضل ہے۔[14]

اسلامی بینکاری میں منظم تورق کا طریقہ کار

ضمیر اقبال اور عباس میر اخور کی تحقیق کے مطابق منظم تورق کا چلن مشرق وسطیٰ اور خاص طور پر سعودی عرب میں پایا جاتا ہے۔ دونوں مصنفین تورق کے طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :

> Tawarruq, also known as “reverse Mudarabah” is a mechanism of borrowing cash by undertaking two separate transactions. In a typical Tawarruq transaction, a person buys a commodity or some goods from the seller on credit with an understanding of paying back the price either in installments or in full in the future. Once the commodity purchased, it is immediately sold to a third party at spot price which is lower than the purchase price. In this way loop whole is created to borrow money by using two legitimate shariah transactions. [15]

"تورق جس کو ریورس مضاربہ بھی کہا تا ہے، دو علیحدہ علیحدہ عقود کے ذریعے رقم ادھار لینے کا ایک طریقہ ہے۔ ایک مخصوص تورق کے عقد میں ایک شخص کوئی اثاثہ یا کچھ اشیاء بیچنے والے سے ادھار خرید تا ہے اور یہ طے ہو تا ہے کہ وہ ان کی قیمت مستقبل میں اقساط کے ذریعے یا یکمشت ادا کر دے گا۔ جب ایک مرتبہ اثاثہ خرید لیا جاتا ہے تو فوراً وہ اثاثہ کسی تیسرے فریق کو نقد قیمت پر فروخت کر دیا جاتا ہے جو قیمت خرید سے کم ہوتی ہے۔ اس طرح شرعی طور پر دو جائز عقود کے ذریعے رقم ادھار لینے کا راستہ نکالا جاتا ہے۔"

اسلامی بینکوں میں تورق کے طریقہ کار کو درج ذیل کی مدد سے بیان کیا جاتا ہے :

۱۔ اسلامی مالیاتی ادارہ تاجر (الف) سے نقد کے عوض کسی چیز کی ملکیت کی سند حاصل کرتا ہے۔

۲۔ اسلامی مالیاتی ادارہ یہ سند کسی فریق ثالث (جسے قرض کی ضرورت ہو) کو اضافی قیمت پر قسطوں کی صورت میں فروخت کر دیتا ہے۔

۳۔ فریق ثالث اسلامی مالیاتی ادارہ کو یہ سند اس کے وکیل کے طور پر بیچنے کے اختیارات دے دیتا ہے۔ اسلامی مالیاتی ادارہ فریق ثالث کے ایجنٹ کے طور پر موقع پر ہی یہ سند کسی دوسرے تاجر کو نقد میں کم قیمت پر فروخت کر دیتا ہے۔

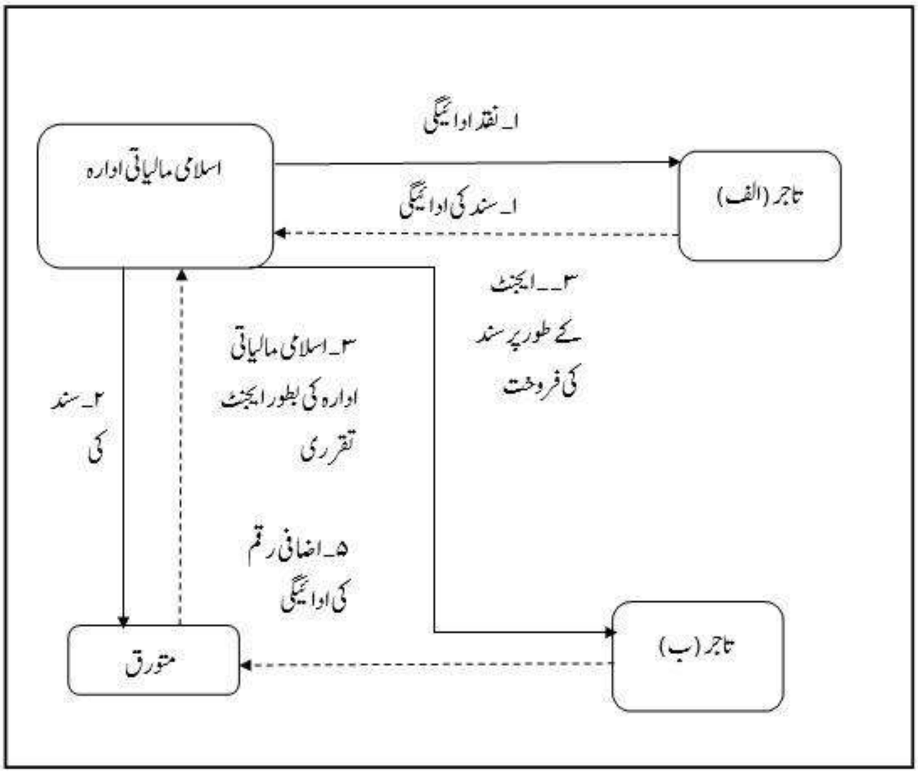

شکل ۲: منظم تورق (اسلامی بینکاری میں مروجہ تورق)

ہر تورق کے نتیجے میں ایک نیا قرض پیدا ہوتا ہے اور تورق کے قرض کی مقدار ہمیشہ اس نقد رقم سے زیادہ ہوتی ہے جو متورق کو فریق ثالث سے ملتی ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا مثالوں میں سے پہلی مثال میں گاہک کو (جسے قرض چاہیے تھا) اور دوسری مثال میں بینک کو حاصل ہونے والا نقد اس قرض سے کم ہو گا جس کی ادائیگی مقررہ مدت کے بعد کرنا ضروری ہے۔ اب یہاں پر جو قرض ہے وہ اس رقم سے مقدار میں زیادہ ہے جو نقد ملی ہے اور اس کے کلی معاشیات کی سطح پر منفی اثرات پڑتے ہیں۔ تورق کے نتیجے میں بننے والی قرض کی اسناد (Debt Securities) کا کئی بار مبادلہ ہوتا ہے۔ عمومی طور پر تورق کے سودے ظن و تخمین پر مبنی ہوتے ہیں جن کا حقیقی اموال اور حقیقی سودوں سے کوئی تعلق نہیں رہ جاتا جن سے آغاز میں تعلق تھا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ شروع میں گاہک نے قرض کسی چیز کو خرید کر اسے کاروبار میں لگانے کے لیے لیا ہو یا بینک نے کھاتہ داروں سے ملی ہوئی

رقم کسی ایسے شخص کو دی ہو جو اسے کسی پیداواری سرگرمی میں لگائے، لیکن جب بات قرض کی ادائیگی کی ہوتی ہے تو ان ابتدائی باتوں کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی اور سند پر سندیں جاری کرنے کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس پورے عمل کی جڑ تو حقیقی اثاثوں پر مشتمل ہوتی ہے لیکن باقی ساری عمارت کاغذی ہوتی ہے۔[16]

پاکستان میں اسلامی بینکوں میں تورق کا استعمال شروع نہیں ہوا، تاہم ملائشیا اور بعض عرب ممالک میں اس کا استعمال پچھلی ایک دہائی سے جاری ہے۔ تورق کے طریقہ کار کو اختیار کرنے میں اسلامک بینک آف بریٹین (Islamic Bank of Britain) پیش پیش ہے۔ کچھ خلیجی ممالک سے تعلق رکھنے والے اسلامی مالیاتی ادارے بھی اس پر عمل پیرا ہیں جبکہ اسکی ابتدا سعودی عرب میں نیشنل کمرشل بینک نے کی تھی۔ جو فقہائے کرام بینکوں کے ذریعے تورق کے قائل ہیں ان کا کہنا ہے کہ وکالت میں اصل تو جواز ہے اور جب کلائنٹ نے تورق کی غرض سے مال حاصل کیا ہے اور اس پر مکمل ملکیت بھی حاصل کر لی تو اس کو ایسے مال میں تصرف کا بھی اختیار ہے۔ یا تو خود اسے استعمال کرلے، یا پھر خود اسے بیچ دے، یا پھر بینک کو اس کے بیچنے پر وکیل بنادے یا پھر بینک کے علاوہ کسی اور کو اس کے بیچنے پر وکیل بنادے۔ لہذا بینک کے ذریعے بیچنے میں بھی کوئی شرعی مانع موجود نہیں ہے، البتہ اسی شخص کو سامان فروخت نہ کیا جائے جس سے خریدا تھا تاکہ یہ بیع عینہ نہ بن جائے جو حرام ہے۔[17]

اسلامی بینکوں میں مروجہ تورّق اور عام فقہی تورّق میں فرق

اسلامی بینکوں میں تورق کے طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ ذوالفقار علی رقمطراز ہیں :

زیادہ تر یہ (تورق) معاملہ عالمی مارکیٹ میں میٹل جیسے زنک، برونز، نکل اور تانبے وغیرہ کے سودوں میں کیا جاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک ایسا گاہک جس کو نقدی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلامی بینک سے یہ کہتا ہے کہ وہ اس نوع کا میٹل جو عام طور پر دوسرے ملک میں ہوتا ہے، ادھار قسطوں پر خریدنے کے لئے تیار ہے۔ یہ سودا میٹل کے یونٹ کے حساب سے ہوتا ہے۔ جس کا وزن اور قیمت طے ہوتی ہے اور یہ بھی پہلے ہی طے ہوتا ہے کہ سودا مکمل ہونے کے بعد بینک گاہک کے وکیل کی حیثیت سے اس کو آگے فروخت کر کے رقم اس کے کھاتے میں جمع کر دے گا۔ جو وہ نکلوا کر اپنی ضرورت پوری کر سکے گا۔ ظاہر ہے کہ بینک نے ادھار کی صورت میں زیادہ قیمت لگائی ہے اور آگے کم قیمت پر فروخت کرنا ہے۔ دونوں سودوں کے درمیان جو فرق ہو گا وہ بینک کا نفع ہو گا۔[18]

اسلامی بینکاری میں تورق کے اس طریقہ کار کو ایک مثال سے سمجھا جا سکتا ہے کہ فرض کیا جائے کہ بینک نے کسی شخص کے ایک لاکھ ڈالر کا ایک سودا ادھار قسطوں پر بیچا ہے تو وہ اس کے وکیل کی حیثیت سے آگے اس کو

پچانوے ہزار ڈالر میں فروخت کر کے رقم اس کے کھاتے میں جمع کرادے گا، جس سے وہ شخص اپنی مالی ضرورت پوری کر لے گا۔ بینک ایک لاکھ ڈالر قسطوں میں وصول کرے گا۔ اس طرح بینک کو پانچ ہزار ڈالر کا فائدہ ہو جائے گا۔ تورق کی یہ قسم کئی اعتبار سے تورق کی عام صورت سے مختلف ہے :

- اس میں فروخت کنندہ یعنی بینک خریدار اور فروخت کنندہ کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ جب کہ پہلی قسم میں فروخت کنندہ کا درمیان میں کوئی کردار نہیں ہوتا۔
- تورق کی اس نوع میں نقدی کا ضرورت مند خود بینک سے جس کا اب وہ مدیون (مقروض) ہو چکا ہے رقم وصول پاتا ہے، جبکہ تورق کی اول الذکر قسم میں وہ آخری خریدار سے رقم خود وصول پاتا ہے۔ اس میں پہلے فروخت کنندہ کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔
- اسلامی بینکوں میں رائج تورق ادھار اور نقد دو بیوع کا مجموعہ ہوتی ہے۔ جو حقیقت میں ایک دوسرے کے ساتھ مشروط ہوتی ہے، فقہی تورق میں یہ چیز نہیں ہوتی۔
- فقہی تورق میں وہ چیز زیادہ یا قیمت خرید پر بکنے کا احتمال ہوتا ہے لیکن بینکوں میں رائج تورق میں اس کا کم قیمت پر بیچنا طے ہوتا ہے۔

اسلامی بینکاری میں مروجہ تورق کی شرعی حیثیت

راجح رائے کے مطابق عام تورق بذات خود منع ہے۔ اسلامی بینکاری میں مروجہ تورق بدرجہ اتم ممنوع ہے کیونکہ یہ کئی اعتبار سے عام تورق سے مختلف ہے اور سب کام بینک کے کرنے کی وجہ سے اس کی مشابہت سود اور عینہ سے ہو جاتی ہے، جن کا حرام ہونا ظاہر ہے۔ مزید براں نبی آخر الزماں ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ ایک بیع میں دو بیوع درست نہیں۔ لیکن عصری اسلامی بینکاری میں مروج تورق میں تو کئی شرطیں پائی جاتی ہیں مثلاً:

- یہ شرط کہ مشتری بینک کو وکیل بنائے گا۔
- مشتری وکالت منسوخ نہیں کر سکتا۔
- بینک کی قیمت خرید سے زیادہ پیسے دے گا اور آگے کم قیمت پر فروخت کرے گا۔
- جس چیز پر سودا ہوتا ہے وہ بینک کے پاس پہلے سے موجود نہیں ہوتی بلکہ بینک بعد میں خریدتا ہے۔ اس طرح یۂ "مرابحۃ للامر بالشراء" ہے جو بذات خود جائز نہیں۔[19] [20]

اسی طرح مولانا تقی عثمانیؒ نے بینکاری نظام میں تورق کی شرعی حیثیت مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں بیان فرمائی ہے :

- اگر بینک نے متورق (کلائنٹ) کو سامان خریدنے کے لئے اپنے نائب کے طور پر وکیل بنایا اور پھر بینک سے خریدنے کے لئے بھی وکیل بنا دیا تو یہ ناجائز ہے کیونکہ ایک ہی شخص بیع کی دو طرفوں کا وکیل نہیں بن سکتا۔ البتہ اگر بینک نے صرف خریدنے کے لئے وکیل بنایا اور پھر کلائنٹ نے بینک سے ایک علیحدہ عقد کے ذریعے اور مستقل ایجاب و قبول کے ذریعے وہ چیز خرید لی تو عقد صحیح ہو جائے گا، لیکن کراہت سے خالی نہیں ہو گا۔
- اگر متورق (کلائنٹ) نے بینک کو کسی تیسرے فریق کے بطور نائب سامان فروخت کرنے کے لئے وکیل بنایا تو اگر یہ توکیل عقد میں مشروط تھی تو عقد فاسد ہو جائے گا اور ناجائز ہو گا۔ لیکن اگر توکیل عقد میں مشروط نہیں تھی اور کلائنٹ نے بینک سے سامان خریدنے کے بعد بینک کو وکیل بنایا تو عقد صحیح ہو گا لیکن کراہت سے پھر بھی خالی نہیں ہو گا۔
- اگر تورق کی تمام شرائط پوری ہوں تو عقد صحیح ہو گا لیکن اس طرح کے اعمال کرنے کی وسیع پیمانے پر اجازت نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس میں مختلف مفاسد کا احتمال ہے۔ [21]

اسلامی بینکاری میں تورق کے استعمال پر معاصر فتاویٰ جات:

ذیل میں چند معاصر فتاویٰ جات کا ذکر کیا جاتا ہے جو اسلامی بینکاری میں تورق کے استعمال کی فقہی حیثیت کو متعین کرنے میں مدد گار ثابت ہو سکتے ہیں:

1. دارالافتاء، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف، بنوری ٹاؤن:

"علماء و مفتیان کی ایک بڑی جماعت نے اس تمویلی معاملے سمیت مروجہ اسلامی بینکوں کے تمویلی غرض سے کیے جانے والے کئی ایک معاملات کو خلاف شرع ہونے کی وجہ سے حلال و جائز معاملات تسلیم نہیں کیا ہے، اور اسلامی بینکوں سے ان تمویلی خدمات حاصل کرنے کے ناجائز ہونے کا فتوی دیا ہے۔ اس لیے اس معاملے سمیت مروجہ اسلامی بینکوں کی دیگر تمویلی معاملات سے بھی اجتناب کرنا ضروری ہے۔"[22]

2. دارالفتاویٰ جامعۃ الرشید، کراچی:

"۔۔۔(تورق کی) مذکورہ صورت میں چونکہ بینک دھات ادھار فروخت کرنے کے بعد خریدار کی طرف سے اس کو بیچنے کا وکیل بھی بنتا ہے، لہذا دیکھا جائے کہ دھات فروخت کرتے وقت اگر یہ بات بطور شرط طے ہوتی ہے کہ بنک بعد میں بطور وکیل اس کو فروخت بھی کرے گا تو یہ معاملہ درست نہیں اور اگر بطور شرط طے نہ ہو تو بھی اس سے بچنا چاہیے کیونکہ اس صورت میں بھی

کراہت ضرور پائی جاتی ہے، ہاں اگر بینک کے واسطے کے بغیر خریدار اس دھات کو فروخت نہ کر سکتا ہو تو اس صورت میں یہ قرض کا معاملہ درست ہو گا۔"[23]

3. اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا:

فروری ۲۰۱۰ء کو ہندوستان کے صوبہ گجرات ضلع بھڑوچ میں اسلامک فقہ اکیڈمی کی طرف سے منعقدہ چہار روزہ سیمینار میں بھی تورق کی مختلف صورتوں پر غور و فکر کرنے کے بعد اس کے ناجائز ہونے پر اتفاق کیا گیا۔[24]

4. مجلس مجمع الفقہ الاسلامی:

مجلس المجمع الفقہ الاسلامی نے پہلے تورق کی مشروط اجازت دی تھی، لیکن بینکوں کے ان شرائط کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے ایک قرارداد کے ذریعے (جس کی تائید میں چودہ علماء کرام اور اسکالرز کے دستخط ہیں) اب تورق کو بینکوں میں ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ [25]

منظم تورق کے معاشی اثرات

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی تورق کے معاشی اثرات پر اپنا نقطہ نگاہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ کم از کم دوسری صدی ہجری کی ابتداء سے ہی فقہاء کرام نے تورق کی اجازت کیوں دی تھی؟ اس کی بہت سی وجوہات ہیں مثلاً اس وقت انفرادی سطح پر تورق کے مصالح کو دیکھنا آسان تھا، لیکن مجموعی طور پر تورق کے معیشت پر پڑنے والے مفاسد واضح نہیں تھے۔ کیوں کہ اس کا تجزیہ کرنے کے لئے وہ مہارتیں موجود نہیں تھیں جو آج کے دور میں ہمیں میسر ہیں۔ اسی طرح اس دور میں قرض کا معیشت میں اتنا بڑا کردار نہیں تھا جتنا آج کے دور میں ہے؛ قرض پر مبنی آلات کی بنیاد پر تجارت بہت ہی کم ہوتی تھی۔ آج کی طرح کے بازار نہیں تھے، معیشت میں لچک فصل کے نقصان، قحط سالی یا آبادی میں بڑی تبدیلی کی وجہ سے آیا کرتی تھی نہ کہ فنانشل سیکٹر کی وجہ سے۔ قرض پر مبنی سرمایہ کاری کا درجہ ثانوی تھا، سود پر مبنی قرضوں کا وجود تھا لیکن ان کا بنیادی کردار نہیں تھا۔ تجارت، صنعت اور زراعت میں عام طور پر ذاتی سرمائے اور شراکت کی بنیاد پر سرمایہ کاری کی جاتی تھی۔[26] ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی رقم طراز ہیں :

"مرابحہ، اجارہ منتہیہ بالتملیک، متوازی سلم، صکوک، عینہ اور تورق سب میں ایک بات مشترک ہے: ان کے نتیجہ میں مقروضیت کی سندیں (Debt Securities) وجود میں آتی ہیں، اگرچہ ان سندات کی نوعیت میں فرق ہے۔ بعض حالات میں سند قرض کی پشت پر حقیقی اموال: زمین، جائداد، خام مال، مصنوعات یا زرعی اجناس وغیرہ موجود ہوتے ہیں اور بعض حالات میں ایسا نہیں ہوتا۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ جن اسناد قرض کی پشت پر

حقیقی اموال نہ ہوں ان کا پھیلاؤ اور معیشت میں ان کے حجم میں اضافہ ہوتے چلے جاتا مضر ہے۔ (قرض حسن، یا غیر سودی قرض اس سے اس لیے مستثنیٰ ہے کہ وہ وقتی اور عارضی ہوتا ہے اور کی نسدات کی خرید و فروخت غیر متصور ہے کیونکہ اس کاروبار میں نفع کا کوئی امکان نہیں)۔ ساتھ ہی ہماری رائے میں ایسی سندات قرض سے جو فائدے متوقع ہوسکتے ہیں وہ انفرادی اور کم ہیں۔ ان کے مقابلے میں اجتماعی سطح پر ہونے والا نقصان زیادہ اہم تر اور یقینی ہے۔ لہٰذا ان مالیاتی آلات اور طریقوں کو خلاف اسلام قرار دیا جانا چاہیے، جن کے نتیجے میں ایسی سندات قرض کا پھیلاؤ ہو جن کی پشت پر کوئی حقیقی اموال نہ ہوں۔ معاصر اسلامی مالیات میں اس کی مثال تورق ہے، اگرچہ بعض دوسرے طریقے بھی اس نتیجہ تک پہنچا سکتے ہیں۔"[27]

تورق کے نقادوں کا کہنا ہے کہ کچھ اسلامی بینک تورق کے ذریعے دراصل عملی طور پر سود پر رقم دیتے ہیں۔ اور اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ بینک کسی دلال (Broker) سے نقد اور مخصوص رقم کے عوض میں کوئی اثاثہ خرید تا ہے اور پھر اپنے گاہک کو ادھار فروخت کر دیتا ہے۔ گاہک دوبارہ اس اثاثے کو نقد رقم کے عوض میں فروخت کر دیتا ہے۔ یہ خرید و فرخت فوری طور پر عمل میں آتی ہے اور کسی بھی فریق کو اس اثاثے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس طرح رقم کے ضرورت مند کو فوری رقم حاصل ہو جاتی ہے جبکہ بینک اس اداشدہ رقم سے اضافی رقم طے شدہ اقساط میں حاصل کر لیتا ہے، اور یہ تمام سودا اس طرح سے انجام دیا جاتا ہے کہ یہ ایک بے معنی رسمی نیکی کا روپ اختیار کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تورق بہت سے اسلامی بینکوں میں مستعمل ہے لیکن اسے وسیع پیمانے پر قبولیت حاصل نہیں ہو سکی اور عملی طور پر اسے لاگو کرنے میں کافی مزاحمت کا سامنا ہے۔ تکنیکی طور پر شرعی لحاظ سے تو یہ عمل جائز ہے، لیکن بہت سے علماء نے اس کے وسیع پیمانے پر استعمال پر تنقید کی ہے۔ ان کے مطابق اس کی وجہ سے سود کی بنیاد پر رقم حاصل کرنے کا راستہ کھل جائے گا، جب کہ اس سے کوئی حقیقی معاشی سرگرمی بھی وجود مین نہیں آئے گی، کیونکہ اس بات کا امکان ہے کہ ایک ہی اثاثہ کئی قرض چاہنے والوں کو فروخت کر دیا جائے۔ یہ طریقہ کار علماء کے نزدیک اور بھی ناپسندیدہ ہو جاتا ہے جہاں قرض چاہنے والا اس اثاثے یا چیز کو واپس حقیقی فروخت کنندہ کو ہی فروخت کر دیتا ہے۔[28]

نتائج تحقیق

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ اکثر فقہاء کرام تورق کے جواز کے قائل نہیں ہیں اور اسی طرح اکثر ماہرین معیشت بھی اس کے معیشت پر پڑنے والے منفی اثرات سے نالاں نظر آتے ہیں۔ لہٰذا با آسانی یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اسلامی بینکوں میں تورق کو رواج دینا معیشت کے لئے نقصان دہ عمل ہو گا، اس لئے تورق کی حوصلہ افزائی کرنا درست نہیں۔ البتہ یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ کہ تورق کو مطلقاً ناجائز قرار

دیے دینا چاہیے یا بعض مستثنیات بھی ہیں جن کے پائے جانے کی صورت میں تورق کو جائز قرار دیا جا سکتا ہے؟ مصنفین کے خیال میں تورق کو کلی طور پر ناجائز قرار دینا درست نہیں ہے اور انتہائی ضرورت کے موقع پر اس کی اجازت ہونی چاہیے، لہذا اگر مقاصد شریعت کو مد نظر رکھنے پر یہ محسوس ہو کہ اگر فلاں جگہ پر تورق کو استعمال نہیں کیا جائے گا تو اس سے بڑی خرابی لازم آئے گی تو ایسی جگہ پر تورق کے استعمال میں کوئی حرج محسوس نہیں ہوتا۔ مثلاً بعض مائکرو فنانس کے ادارے یا دوسرے ادارے ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی سودی ادارے سے رقم لے کر سود ہی پر قرض دیتے ہیں اور پھر انہوں نے مرابحہ، سلم، استصناع، مشارکہ متناقصہ اور اجارہ وغیرہ کے تحت کام شروع کیا لیکن ان کے پاس اتنی رقم موجود نہیں ہے کہ جس کے ذریعے وہ مذکورہ طریقوں کے تحت فنانسنگ کر سکتیں۔ چنانچہ ان اداروں کو پی پی اے ایف (Pakistan Poverty Alleviation Fund)[29] جیسے اداروں سے سود پر رقم لیا پڑتی ہے جس میں سود ادا کرنے کے گناہ عظیم کے وہ بہر حال مرتکب ہوتے ہیں۔ اب جب تک متبادل انتظام نہیں ہو جاتا اس وقت تک اگر یہ ادارے پی پی ای ایف جیسے اداروں سے سود کی بجائے تورق جیسا معاملہ کریں یعنی پی پی اے ایف سے پہلے کوئی اثاثہ مثلاً مرابحہ کی بنیاد پر مخصوص نفع کے عوض خود خرید لیں اور پھر یہ اثاثہ مارکیٹ میں نقد فروخت کرنے کے بعد سرمایہ کاری لے لئے رقم حاصل کر لیں تو عارضی بنیادوں پر اس طریقے کو اختیار کرنے میں مقاصد شریعت کی روشنی میں بھی بظاہر کوئی حرج نظر نہیں آتا، کیونکہ اثاثہ درمیان میں آجانے کی وجہ سے معاملہ سودی نہیں رہا اور وہ اثاثہ فروخت کرنے کی صورت میں دو مرتبہ درمیان میں اس کا رسک بھی برداشت کیا جائے گا، ایک مرتبہ پی پی اے ایف اور دوسری مرتبہ وہ ادارہ یہ رسک برداشت کرے گا۔ لیکن یہ ایک انتہائی حل ہے جسے مائکرو فنانس کے اداروں کو بھی صرف مجبوری کی صورت میں اختیار کرنا چاہیے حقیقی متبادل کی تلاش جاری رکھنی چاہیے۔

اور اگر کوئی شخص سودی چکر میں پھنسا ہوا ہے تو اسے اس مشکل سے نکالنے کے لیئے اسلامی بینک بھی اگر یہ طریقہ بھی اختیار کر لیں تو بھی یہ درست نظر آتا ہے۔ لہذا ہم کہ سکتے ہیں کہ تورق کی اجازت مشروط ہے یعنی اگر انسان کو رقم کی ضرورت ہو اور رقم کا حصول جائز طریقے سے ممکن نہ ہو اور عقد میں سود کی مشابہت بھی نہ پائی جائے اور آدمی چیز پر قبضے کے بعد ہی فروخت کرے تو اس کی اجازت ہے ورنہ نہیں ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ تورق میں اگرچہ گاہک کا مقصد نقد حاصل کرنا ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود ایک حقیقی خرید و فروخت وجود میں آجاتی ہے۔ اثاثے خریدے اور منتقل بھی کئے جاتے ہیں، ایک معاشی نقل و حرکت وجود میں آتی ہے، اور اس خرید و فروخت کے دوران اگر اثاثوں کو کوئی نقصان پہنچ جائے تو اس کا ذمہ دار وہ ہوتا ہے جس

کی ملکیت میں اس وقت اثاثے ہوتے ہیں، یعنی سب سے پہلے بینک، پھر کلائنٹ اور سب سے آخر میں آخری خریدار۔ اس لئے اس معاملے کی منفی شدت وہ نہیں رہتی جو حقیقی سودی لین دین کی ہوتی ہے، خاص طور پر جب اسے مقاصد شریعت کے تناظر میں دیکھا جائے تو بعض دفعہ اس میں مثبت پہلو پیدا ہو جاتا ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا مثالوں میں بیان کیا گیا ہے۔ مصنفین کے خیال میں اگر تورق کی تمام شرائط پوری ہوں تو عقد صحیح ہو جائے گا، لیکن اس طرح کے اعمال کرنے کی وسیع پیمانے پر اجازت نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس میں مختلف مفاسد کا قوی احتمال ہے۔

حوالہ جات(References)

[1] Muhammad Ayūb, *Understanding Islamic Finance*, (John Wiley & Sons, 2009), 145.

[2]Adel, A., Global Financial Crisis: An Islamic Finance Perspective, *International Journal of Islamic and Middle Eastern Finance and Management*, *3* (4), p: 306-320

[3]Adel, A., Global Financial Crisis: An Islamic Finance Perspective, *International Journal of Islamic and Middle Eastern Finance and Management*, *3* (4), p: 306-320

[4] Adel, A., Global Financial Crisis: An Islamic Finance Perspective, *International Journal of Islamic and Middle Eastern Finance and Management*, No. 3, Vol. 4, (2014): 306-320

[5] ابن منظور, محمد بن مکرم، الافریقی، **لسان العرب**(بیروت: دار صادر، ط۱، س۔ن)، ۱۰/ ۳۴۷

Ibn Manzōr, Muhammad bin Mukram, al-Afrīqi, *Lisān-al-Arab*, (Beirūt: Dār-e-Sadr, 1st edition, n.d.), 347/10.

[6] الرازی، محمد بن ابی بکر بن عبد القادر، **مختار الصحاح**، تحقیق محمود خاطر (بیروت: مکتبہ لبنان ناشرون، ط۱، ۱۹۹۵)، ۷۴۰۔

Al-Rāzi, Muhammad bin Abī Bakr bin Abd-ul-Qādir, *Mukhtār-ul-Sihah*, Research, Mahmood Khatir, (Beirūt: Maktaba Labanon, Nashirūn, 1st edition, 1951), 740.

[7] محمد تقی عثمانی، مفتی,**احکام التورق و تطبیقا ته المصرفیة**،مجلة مجمع الفقه الاسلامي, نمبر ۱۷، جلد ۲،(۲۰۰۳):۳۸۱۔

Uthmāni, Muhammad Taqi, Maulāna, Muftī, Ahkam al-Tawwarruq wa Tatbiqa tahū al-masrafiā, *Mojallah, Majmā al-Fiqhi al-Islami*, No. 17, vol. 2, (2003): 381.

[8] عبد اللہ بن سلیمان، المنیع، **حکم التورق کما تجربة المصارف الاسلامیة فی الوقت الحاضرة**, مجمع الفقه الاسلامي, نمبر ۱۷، جلد ۲،(۲۰۰۳):۳۴۱۔

Abdullah bin Sulemān al-Munibī, Hukm al-Tawwarruq kamā tajarba tulmasārif al-Islāmia fil waqt il-Hazīra, *Mojallah, Majmā al-Fiqhi al-Islami*, No. 17, vol. 2, (2003): 341.

[9] ذوالفقار علی، نقشبندی، حافظ، **دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم**(لاہور: ابو ہریرہ اکیڈمی، س۔ن)، ۱۵۶۔۱۵۷

Zulfiqār Ali, Naqshbandī, Hafiz, *Daur-e-Hāzir ke Māli Moamilāt ka Sharī Hukm*, (Lahore: Abū Hurāira Academy, n.d), 156-157.

[10] المصری، رفیق یونس، **الجامع فی اصول الربا**(دمشق: دار القلم، ط۱، ۲۰۰۲)، ۱۷۵۔۱۷۶۔

Al-Misrī, Rafīq Yonūs, Al-Jāmi fil Osūl al-Ribā, (Demascus: Dar-Alqalam, 1st edition, 2003), 175-76.

[11] مصنفین نے احادیث کی مستند کتب میں یہ قول نہیں پایا، البتہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ سے 'بیع عینہ' کے سود کی اخت ہونے کا قول مصنف ابن ابی شیبہ میں نقل کیا گیا ہے۔

[12] ذوالفقار نقشبندی، **دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم**، ۱۵۷۔۶۰۔

Zulfiqār Ali, Daur-e-Hāzir ke Māli Moamilāt ka Sharī Hukm, 156-160.

[13] ابن عابدین، محمد امین بن عمر، حاشیہ **رد المحتار علی الدر المختار**(بیروت: دار الفکر، ط، ۲۰۰۰),۵/ ۲۷۳؛ ابو زکریا محی الدین یحیٰ بن شرف، روضۃ اطالبین وعمدۃ المفتین(بیروت: المکتب الاسلامی، ط، ۱۴۰۵)، ۳/ ۴۱۷۔

Ibn-e-Ābidīn Shāmī, Muhammad Amīn bin Omer, Hāshia, *Radd-ul-Muhtār āla al-Durr al-Mukhtār*, (Beirūt: Dar ul-Fikr, 2000), 273/5 ; Abū Zakriā, Mohiūddīn Yahyā bin Sharf, *Rodha tul Tālibīn wa ūmda tul Muftiēn*, (Beirūt: Al-Maktab al-Islāmi, 1405

H), 417/3.

14 تقی عثمانی، احکام التورق و تطبیقۃ المصرفیۃ، ۳۹۲۔۳۹۰

Taqi Uthmāni, Ahkam al-Tawwarruq wa Tatbiqa tahū al-masrafiā, 391-92.

15 Uthmāni, Muhammad Taqi, Maulāna, Muftī, *An Introduction to Islamic Finance: Theory and Practice* (Karachi: Idara Isha'at-e-Diniyat), p: 91

16 A debt security represents borrowed money that must be repaid, with terms that stipulate the size of the loan, interest rate, and maturity or renewal date.

17 السعیدي، عبداللہ بن محمد بن حسن، "حکم التورق کما تجربۃ المصارف الاسلامیۃ فی الوقت الحاضرۃ"، مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامي، نمبر ۱۷، جلد ۲، (۲۰۰۳)، ۵۰۵۔

Al-Saēdī, Abdullah bin Muhammad bin Hassan, Hukm al-Tawwarruq kamā tajarba tulmasārif al-Islāmia fil waqt il-Hazīra, *Mojallah, Majmā al-Fiqhi al-Islami*, No. 17, vol. 2, (2003): 505.

18 ذوالفقار نقشبندی، دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم، ۱۶۰۔

Zulfiqār Ali, Daur-e-Hāzir ke Māli Moamilāt ka Sharī Hukm, 160.

1919 ذوالفقار نقشبندی، دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم، ۱۶۲۔

Zulfiqār Ali, Daur-e-Hāzir ke Māli Moamilāt ka Sharī Hukm, 162.

20 بعض لوگوں کے نزدیک مرابحہ للآمر بالشراء کو ناجائز کہنا درست نہیں ہے، اس میں ایسی کوئی شرعی خرابی نہیں پائی جاتی جس کی وجہ سے اسے ناجائز کہا جاسکے۔

21 تقی عثمانی، احکام التورق و تطبیقۃ المصرفیۃ، ۳۹۲۔

Taqi Uthmāni, Ahkam al-Tawwarruq wa Tatbiqa tahū al-masrafiā, 392

22 فتوی نمبر: ۱۴۳۶۰۸۲۰۰۰۰۱۔ تاریخ اجراء: ۲۰۱۵۔۰۵۔۲۰

https://www.banuri.edu.pk/readquestion/%D8%A7%D8%B3%D9%84%D8%A7%D9%85%DB%8C-%D8%A8%DB%8C%D9%86%DA%A9-%D8%B3%DB%92-%D9%85%D8%B9%D8%A7%D9%85%D9%84%DB%81-%D8%AA%D9%88%D8%B1%D9%82-%DA%A9%D8%B1%D9%86%DB%92-%DA%A9%D8%A7-%D8%AD%DA%A9%D9%85/20-05-2015

23 فتویٰ نمبر: ۵۴۴۸۹۔ تاریخ اجراء: ۲۰۱۵۔۰۹۔۲۰

https://darulifta.info/d/jamiaturrasheed/fatwa/nmQ/%D8%A8%DB%8C%D9%86%DA%A9%D9%88%DA%BA-%D9%85%DB%8C%DA%BA-%D8%B1%D8%A7%D8%A6%D8%AC-%D8%AA%D9%88%D8%B1%D9%82-%DA%A9%D8%A7%D8%AD%DA%A9%D9%85

http://zindgienau.com/Issues/2010/june2010/images/unicode_files/heading10.htm

24 جامعۃ الرشید: دار الافتاء،

https://darulifta.info/d/jamiaturrasheed/fatwa/nmQ/%D8%A8%DB%8C

%D9%86%DA%A9%D9%88%DA%BA-
%D9%85%DB%8C%DA%BA-
%D8%B1%D8%A7%D8%A6%D8%AC-
%D8%AA%D9%88%D8%B1%D9%82-
%DA%A9%D8%A7%D8%AD%DA%A9%D9%85
http://zindgienau.com/Issues/2010/june2010/images/unicode_files/heading10.htm

[25] السعيدي، "**حكم التورق كما تجربة المصارف الاسلامية فى الوقت الحاضرة**": ۳۸-۵۳۰۔

Al-Saēdī, Hukm al-Tawwarruq kamā tajarba tulmasārif al-Islāmia fil waqt il-Hazīra, 530-38.

[26]Siddiquī, Muhammad Nijātullah, *Economics of Tawarruq, How its Mafasid overwhelm the Masalih*, p: 6 (A Paper presented at the Workshop on Tawarruq, February, 2007).

[27] ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی، "**مقاصد شریعت ایک عصری مطالعہ**"، فکر و نظر، نمبر ۴، جلد، ۴۱، (۲۰۰۴ء)، ۱۰۔

Siddiquī, Muhammad Nijātullah, Maqāsid-e-Shariāt: aik Āsrī Motāliā, *Fikr-o-Nazar, No. 4, Vol. 41(2004), 10.*

[28] Taqi Uthmāni, An Introduction to Islamic Finance, 91

[29] پاکستان میں غربت ختم کرنے کا ایک وفاقی ادارہ۔